

آیۃ اللہ العظمیٰ مجتہد اعظم سید دلدار علی غفرانمآبؒ

بارہویں صدی ہجری کے علمی آسمان کا تابناک سورج

خطیب پاکستان حجۃ الاسلام عماد العلماء سید محمد رضی مجتہد (بحیثیت مجتہد، وصی وجانشین نجم العلماء طاب ثراہ)

قرار دیا جو بعد میں جائس کے نام سے مشہور ہو گیا کچھ عرصے کے بعد اسی نسل کے ایک بزرگ سید زکریا بن خضر نے قریب کی ایک ریاست پٹاکپور کو فتح کر کے اس قصبہ کا نام نصیر آباد رکھا سادات کا یہ گھرانہ جائس اور نصیر آباد میں علمی ضیاء پاشیوں کا سب سے بڑا مرکز تھا جس کی شعاعیں اس بر صغیر میں دور دور تک پھیل رہی تھیں اس خاندان کے ایک بزرگ فرد سید عبدالقادر کو اورنگ زیب نے ولی عہد کی تعلیم پر معین کیا تھا۔ یہ ولی عہد جو بعد میں بہادر شاہ بنے غفرانمآبؒ کے جد سید عبدالقادر کی تربیت اور تعلیم کے مرہون منت تھے۔

مجتہد اعظم حضرت سید دلدار علیؒ کی ابتدائی تعلیم رواج کے مطابق مقامی طریقہ پر ہوئی دیہات کی زندگی کے لئے کھیتی باڑی کا مشغلہ بھی ضروری تھا اس مشغلہ نے آبادی کے باہر کھیتوں اور باغوں کی سنسان فضاؤں کو اس بچے کا جو آئندہ غفرانمآبؒ بننے والا تھا مکتب فکر و نظر بنا دیا تھا ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ وہ اپنے ایک کھیت پر مولیشی لئے اپنے کاموں میں مشغول تھے چاروں طرف درختوں کے جھنڈ تھے اور یہ گھنی شاخوں کے سایہ میں کائنات کی گہرائیوں کا مطالعہ کر رہے تھے یکا یک ان ہی گہرائیوں سے ایک آواز

آیۃ اللہ العظمیٰ حضرت سید دلدار علی غفرانمآبؒ جن کی ذات گرامی کی طرف لکھنؤ کا مشہور خاندان اجتہاد منسوب ہے ۱۶۶ھ ۱۷۵۲ء قصبہ نصیر آباد ضلع رائے بریلی یوپی میں پیدا ہوئے اور تقریباً ۷۰ سال کی عمر پا کر ۱۸۱۹ھ ۱۸۳۵ء میں اودھ کے دار السلطنت لکھنؤ میں وفات پائی۔

آپ کا سلسلہ نسب تینیس واسطوں سے حضرت امام علی نقی علیہ السلام تک منتهی ہوتا ہے۔ بنی عباس کے دور حکومت میں آپ کے اجداد میں سے ایک بزرگ ابوطالب حمزہ نے ایران کی طرف ہجرت کی اور شیراز میں مقیم رہے ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند سید محمد سبزواری میں متوطن ہوئے۔

ان ہی ابوالعلی محمد کے پوتے سید نجم الدین سالار مسعود غازی کے ہمراہ سردار لشکر بنکر ہندوستان آئے یہ ۹۹۹ء کے بعد کا زمانہ تھا جب محمد غزنوی کے سرزمین ہند پر حملے ہو رہے تھے۔

سید نجم الدین ہی ہندوستان میں حضرت غفرانمآبؒ کے مورث اعلیٰ تھے۔ اسی نامور سردار لشکر نے ودیا نگر کے مشہور قلعہ کو فتح کیا تھا اور اس جگہ کا نام جائے عیش

آئی دلدار علی لکھنؤ جاؤ اور تحصیل علم کو جاری رکھو۔

اسی غیبی آواز میں ایک عجیب انقلابی تاثیر تھی جو برق کی لہروں کی طرح اس بچہ کے دل میں دوڑ گئی اور سارا خاندان اس حیرت انگیز واقعہ سے بے انتہا متاثر ہوا۔ زراعت پیشہ ماں باپ نے اپنے چہیتے بیٹے کی مفارقت گوارا کر لی اور لکھنؤ بھیجنے پر تیار ہو گئے۔ حضرت سید دلدار علی نے ابتدائی کتابیں رائے بریلی کے مولوی باب اللہ سے پڑھیں پھر سنڈیلہ پہونچ کر ملا حیدر علی کے درس میں شریک ہوئے اور فلسفہ کی تعلیم کو مکمل کیا۔

غربت و افلاس کا یہ عالم تھا کہ رات کو کتب بینی کے لئے اپنا ذاتی چراغ نہ تھا بلکہ سڑک کے سرکاری چراغ کی روشنی یا کسی دوکان کی ٹمٹماتی ہوئی شمع کی روشنی میں کتاب دیکھا کرتے تھے۔

اودھ کے مشہور حکمران نواب آصف الدولہ کا زمانہ تھا لکھنؤ پہونچے اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے حکومت اودھ کی مدد سے آپ نے عراق کا سفر اختیار کیا۔ اس زمانے میں آج کل کی سی سہولتیں نہ تھیں مہینوں میں اس صبر آزماسفر کی سختیاں جھیل کر غفرانمآب نجف اشرف پہونچے اور تکمیل علوم میں مصروف ہو گئے۔ مشہور ہے کہ کئی ماہ میں باد بانی جہاز نے بصرہ کے قریب پہنچایا تھا کہ باد مخالف کے جھونکوں نے بمبئی کے ساحل پر پھر لا کھڑا کیا مگر وہ ہمت نہ ہارے اور سمندر کی طوفانی موجیں اور باد مخالف کے تھپڑے ان کے ناقابل تسخیر عزم کو شکست دینے میں کامیاب نہ ہو سکے اور دوسری کوشش میں آپ بصرہ پہونچ گئے یہ

غفرانمآب نہ تھے بلکہ فاطمی نور کا ایک کلڑا تھا جو خطہ ہند سے اپنے مرکز کی طرف پلٹ رہا تھا نجف اشرف پہونچ کر آپ نے وہاں کے اساطین دین اور محققین مذہب سے تحصیل علم اور تکمیل درس کا سلسلہ شروع کیا۔ نجف میں پانچ سال رہ کر ہندوستان واپس ہوئے۔

علامہ کشتوری طاب ثراہ نے لکھا ہے کہ میرے ایک بزرگ حضرت غفرانمآب کے ہمسفر تھے نجف اشرف میں شب قدر کے اعمال کئے اور ان کو بھی شریک کیا اور فرمایا کہ جب ایک عمود نور قبۃ حضرت امیر المؤمنینؑ سے آسمان تک ظاہر ہو تو وہی قبولیت دعا کا وقت ہے جب وہ وقت آیا اور نور ظاہر ہوا تو جناب غفرانمآب نے دعا کی:

خداوند! اس صاحب قبر کا واسطہ میری اولاد سے قیامت تک علم دین نہ جائے بعض مقامات پر نجف اشرف کے بجائے روضہ حضرت امام حسینؑ کا ذکر ہے۔ سالہا سال کی جانفشانی اور غریب الوطنی کے بعد لکھنؤ واپس ہو گئے اور نواب آصف الدولہ کی استدعا پر لکھنؤ ہی میں قیام فرمایا آپ سلطنت کے سیاسیات سے ہمیشہ کنارہ کش رہے اور اپنی پوری زندگی ترویج دین اور تصنیف و تدریس میں صرف کردی۔

حضرت غفرانمآب کی تصنیفات کی تعداد سیکڑوں تک پہنچتی ہے ہر علم و فن میں آپ نے کچھ نہ کچھ لکھا ہے اور جو کچھ لکھا ہے وہ حرف آخر ہے۔ حضرت موصوف نے علم کلام میں کتاب عماد الاسلام کی پانچ ضخیم مجلدات تحریر فرمائیں جن میں سے تین پہلی جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

جلد الہیات میں حکمائے یونان، فلاسفہ اسلام اور محققین امت کے اقوال پر معرکہ آراء بحثیں درج ہیں جن کو دیکھ کر حضرت غفرانمآبؒ کے دریائے علم کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے، علم کلام میں اس سے بہتر اور جامع کتاب اب تک اسلامی کتب خانوں میں نہیں پائی جاتی۔

لکھنؤ میں نماز جمعہ کی ابتداء آپ ہی کے دور سے ہوئی بلکہ ہندوستان بھر میں امامیہ طریقہ پر نماز جمعہ پڑھانے کی ابتداء آپ ہی سے ہوئی تھی۔ نماز کے بعد آپ موعظہ بیان کرتے تھے۔ شرکت کے لئے عوام کے علاوہ وزراء سلطنت و حکام اور کبھی خود نواب آصف الدولہ حاکم اودھ بھی آتے تھے مگر غفرانمآبؒ نے احکام خدا کے بیان کرنے میں اور تبلیغ حق کے فرائض انجام دینے میں کبھی کسی شخص کی پرواہ نہ کی اور ہمیشہ وہی بات کی جس کو وہ حق سمجھتے تھے آپ کے موعظوں سے متاثر ہو کر خود نواب اودھ نے بھی بہت باتیں ترک کر دیں جن کے وہ عادی تھے۔ ان کی کوشش اور حکومت کے تعاون سے ایک عظیم الشان کتب خانہ قائم ہوا جس میں ہزاروں کتابیں موجود تھیں۔ ان کی مجلس درس سے سینکڑوں طلبہ فیضیاب ہوتے تھے۔

جناب غفرانمآبؒ نے مسلمانوں کی اخلاقی سطح کو بلند کرنے غلط اور خلاف اسلام رسموں اور اعتقادات کو مٹانے اور ان کی اصلاح کرنے میں جو قیمتی خدمات انجام دئے ان کی مثال صدیوں کی تاریخ میں بھی دستیاب نہیں ہو سکتی۔

وہ ایک فرد یا ایک تنہا معلم نہ تھے بلکہ انکی

گو ناگوں شخصیت مختلف علمی، ثقافتی اور اصلاحی کمالات کا مرکز تھی وہ ایک چلتا پھرتا مدرسہ اور ایک متحرک یونیورسٹی کی حیثیت رکھتے تھے جو تنہا اپنے شاگردوں کو تمام علوم کی تعلیم دیکر جید عالم بنا دیتے تھے۔ ان کے سارے شاگرد انکی سیرت اور کردار کا آئینہ تھے اور تبلیغ اسلام کے عظیم مقصد میں ان کے شریک تھے۔ برصغیر ہند کے گوشہ گوشہ میں انہوں نے اپنے شاگردوں کو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا اور جسے جہاں روانہ کر دیا وہ بغیر زاد و راحلہ اپنا سارا گھر بار چھوڑ کر روانہ ہو گیا اس طرح ملک کے بعید مقامات پر دور دراز جنگلوں میں عام شہری آبادیوں سے طولانی فاصلوں پر آپ کے مبلغین اور شاگرد ہتھیلی پر سر رکھ کر پہنچ گئے اور پیغام الہی و دین محمدیؐ کی تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔

حضرت غفرانمآبؒ سید دلداری علی طاب ثراہ سر زمین ہند پر وہ پہلے مصلح تھے جنہوں نے اسلامی تبلیغ کے کام کو ایک تنظیمی روح عطا کی۔ عوام کے دلوں میں بادشاہوں، حاکموں اور رئیسوں کی خوشامد اور خوف کے بجائے دین کی عظمت اور خدا کا خوف اجاگر کیا اور ان کے کردار اور ذہن کو غیر اللہ کی پرستش اور ملحدانہ رسم و رواج کی گندگی سے پاک کر دیا وہ بارہویں صدی ہجری کے عظیم ترین مفکر، مصلح اور مجدد اعظم تھے۔ سید دلداری علی غفرانمآبؒ ان بے لوث اور پرہیزگار علماء کے سرخیل تھے جنہوں نے ہزاروں وسائل اور اسباب کے باوجود کبھی دنیاوی امارات و ریاست کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا انکا خیال تھا کہ نائب امام اور حاکم دین کے لئے رئیسوں اور حاکموں کی دربارداری کرنا منصب

نیابت امامؑ کی توہین ہے اور ان مشغلوں میں کمی بلکہ ان کی بربادی اور تباہی کا باعث ہے جو اس عہدہ کے فرائض میں داخل ہے حضرت غفرانمآبؒ نے نواب آصف الدولہ کا آخری دور اور نواب سعادت علی خان کی پوری زندگی دیکھی دربار داریاں اور سیاسی جوڑ توڑ قوموں کے کردار میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں مگر اس عالم ربانی کی سیرت اور ان کا پاک ضمیر سیاسی اتار چڑھاؤ اور سیم و زر کی بجلیوں سے متاثر نہ کیا جاسکا ان سے دربار شاہی میں بھی بارہا لوگوں کے ساتھ علمی بحثیں ہوئیں مگر حضرت سید دلدار علیؒ نے کبھی کسی مسئلہ کا حکومت سے ڈر کر جواب نہ دیا اور جو حق بات تھی وہی کہی وہ کبھی بادشاہوں سے ڈرے اور نہ کبھی حاشیہ نشینوں سے مرعوب ہوئے ایک مرتبہ نواب آصف الدولہ مرحوم نے کئی لاکھ روپے امور خیر میں صرف کرنے کا ارادہ ظاہر کیا اور اودھ کے وزیر اعظم سرفراز الدولہ نے یہ رقم حضرت غفرانمآبؒ کو دلوانا چاہی تاکہ ان کے ہاتھوں صرف کی جائے۔

وزیر اعظم □ کی تحریک پر نواب آصف الدولہ نے علامہ گواپنے پاس بلوا کر مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس رقم سے کر بلا و نجف کے درمیان ایک نہر بنوا دیجئے وہاں کے لوگوں کو پانی کی بہت تکلیف ہے اس طرح کر بلا کی نہر آصفی حضرت غفرانمآبؒ کے مشورہ کے مطابق بنائی گئی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نواب آصف الدولہ نے وزیر اعظم سے کہا کہ میں اپنے ولی عہد کی شادی کسی سید زادی کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں سرفراز الدولہ نے رائے دی

کہ حضرت غفرانمآبؒ کی صاحبزادی سے بہتر آپ کے لئے اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے کوئی دوسرا رشتہ نہیں ہو سکتا۔ بادشاہ کو یہ رائے بہت پسند آئی وزیر اعظم خوشی خوشی حضرت غفرانمآبؒ کی خدمت میں گئے اور انہیں یقین تھا کہ وہ بھی اس خبر سے خوشی کے مارے پھولے نہ سائیں گے مگر وزیر اعظم کی حیرت کی حد نہ رہی جب غفرانمآبؒ نے سخت ناگواری کا اظہار کیا اور فرمایا کہ اہل دنیا سے ہمارا پیوند مناسب نہیں۔ وزیر اعظم نے عرض کی کہ اب تو میں وعدہ کر چکا ہوں اور نواب بھی اس رشتہ کو پسند کر چکے ہیں یہ سن کر حضرت غفرانمآبؒ نے فوراً ایک سانڈنی سوار اسی وقت نصیر آباد روانہ کیا اور اپنے ایک قریبی عزیز کے لڑکے کو بلوا کر دوسرے روز ہی صاحبزادی کا ان کے ساتھ نکاح کر دیا اور جب دربار شاہی سے پیام آیا تو کہلا دیا کہ لڑکی کا نکاح ہو چکا ہے۔

برصغیر پاک و ہند کے چپہ چپہ پر حضرت غفرانمآبؒ کی دینی کاوشوں کا احسان عظیم ہے اور آج تک ان کی اولاد بھی ان کی مبارک و مسعود دعا کے مطابق دین خدا کی خدمت و ترویج و تبلیغ میں مصروف ہے۔ لکھنؤ کی مشہور ترین امام بارگاہ جو حسینہ غفرانمآبؒ کے نام سے مشہور ہے آپ کا مدفن ہے اس امام بارگاہ میں سینکڑوں علماء و فقہاء دفن ہیں اور ہر شخص اس خطہ پاک میں دفن ہونا اپنی سعادت سمجھتا ہے۔ اس امام بارگاہ کو حضرت غفرانمآبؒ ہی نے تعمیر کرایا تھا۔